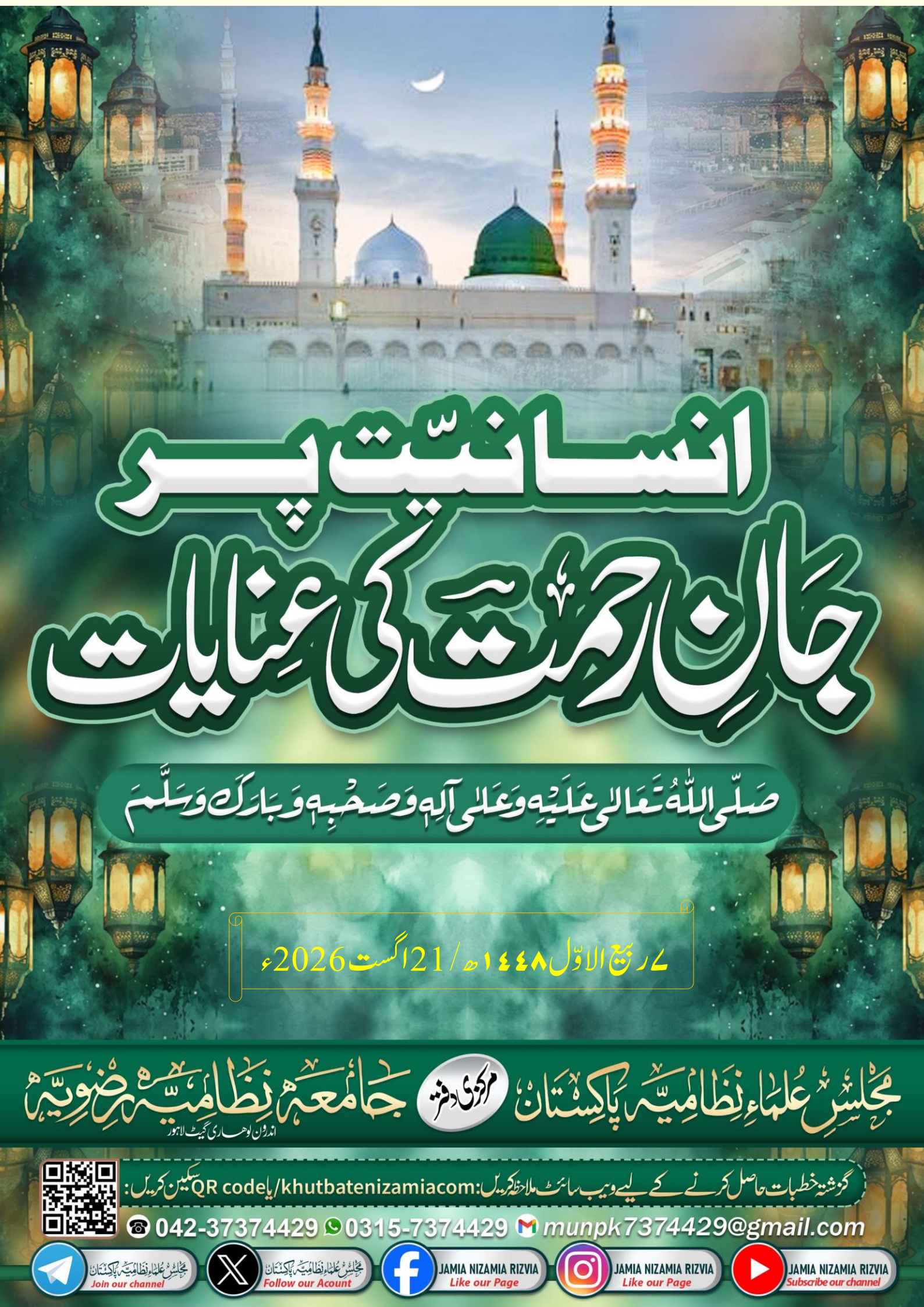
انسانیت پر
جانِ رحمت کی عنایات
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ
۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ / 21 اگست 2026ء
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور
گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamiacom/یا QR code سکین کریں:
042-37374429
0315-7374429
munpk7374429@gmail.com
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA
Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ [الانبیاء 107:21]

سرکارِ دوعالَم ﷺ کی ذاتِ اقدس عینِ ایمان، مرکزِ ایمان، رونقِ ایمان اور بہارِ ایمان ہے، بلکہ بلامُبالغہ آپ ﷺ جانِ ایمان ہیں۔ حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ والہانہ مَحبَّت ایمان کا بنیادی تقاضا ہے، بلکہ جب تک انسان کو تمام مخلوق سے بڑھ کر آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے پیار نہ ہو اُس وقت تک ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔

ربیع الاوّل جانِ ایمان ﷺ کا ماہِ وِلادت ہے اور مَحبَّتِ رسول کو فَروغ دینے کا مہینہ ہے۔ اِس ماہِ پُرنور میں مسلمان مختلف طریقوں سے اپنے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اور مَسرّت و شادمانی کے ساتھ جشنِ عیدِ میلادالنبی ﷺ مناتے ہیں۔

مَحبَّتِ رسول میں اِضافے کا ایک اَہَمّ ذریعہ یہ بھی ہے کہ بندہ آپ ﷺ کے عظیم الشان اِحسانات پر غور کرے؛ کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے محسن کا گرویدہ ہوتا ہے، حتّٰی کہ احسان کرنے والا اگر دشمن بھی ہو تو دوست بن جاتا ہے۔ چنانچہ سیدِ عالَم ﷺ کی بے پایاں عِنایات میں غور و فکر کرنے سے جذبۂ حُبِّ رسول میں ترقّی نصیب ہوتی ہے اور یہی ایمان کی معراج ہے۔

اِس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق کے مُحسنِ اعظم ہیں۔ مسلمان ہوں یا کافر... انسان ہوں یا جِنّات و ملائکہ... جمادات ہوں یا نباتات... آسمان والے ہوں یا زمین والے... ہم جیسے گناہ گار ہوں یا انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡمَات جیسے بے مثال شانوں والے... ساری مخلوق ہی آپ ﷺ کی احسان مند ہے اور آپ کی شانِ رحمت سے فیض یاب ہونے والی ہے۔

شاعر نے کائنات کے محسنِ اعظم ﷺ کے حضور بہت خوب صورت نذرانۂ عقیدت پیش کیا:

ایمان ملا اُن کے صدقے، قرآن ملا اُن کے صدقے
عرفان ملا اُن کے صدقے، وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

رحمت کا بھرم بھی تم سے ہے، شفقت کا بھرم بھی تم سے ہے
ٹھکرائے ہوئے انسان کو بھی، تم نے تو کبھی ٹھکرایا نہیں

اُس محسنِ اعظم کے یوں تو، خالد پہ ہزاروں اِحساں ہیں
قربان مگر اِس اِحساں کے، اِحساں بھی کیا تو جتایا نہیں

مَحبَّتِ رسول ﷺ میں اِضافے کے لیے ماہِ ربیع الاوّل کے خطبات میں جانِ رحمت ﷺ کی بے پایاں عِنایات کا ذکر ہوگا۔ آج اِن شاء اللہ تعالیٰ اُن اِحسانات کی بات کی جائے گی جن سے فقط مسلمان ہی نہیں، بلکہ پوری انسانیّت اور ساری مخلوق مستفید ہو رہی ہے۔

ذریعۂ وُجود وبَقا ہونا

تمام نعمتوں اور عطاؤں کی بنیاد ”وُجود“ ہے؛ کیونکہ جو چیز موجود ہو وہ بے شمار اِنعامات حاصل کر سکتی ہے، اِس کے برعکس جو چیز موجود ہی نہیں اُس پر کسی احسان واِنعام کا اِمکان بھی نہیں۔

مخلوق پر سرکارِ دوعالَم ﷺ کے بے پایاں احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمام کائنات کو وُجود بھی آپ ﷺ کے صدقے میں عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کی بَقا بھی آپ کی برکت سے ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو جہان کو پیدا ہی نہ کیا جاتا اور آپ کا کرم شاملِ حال نہ رہے تو اِس جہان میں کچھ بھی باقی نہ رہے۔

عَمِّ رسول سیدنا عباس کے شہزادے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ربِّ ذوالجلال نے سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کو وحی فرمائی:

❖ یَا عِیْسٰی آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّأْمُرْ مَنْ أَدْرَکَہٗ مِنْ أُمَّتِکَ أَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ! یعنی ”اے عیسیٰ! نبیِ آخر الزماں محمد ﷺ پر ایمان لائیے اور اپنی اُمت کو بھی حکم دیجیے کہ جو اُن کا زمانہ پائے اُن پر ایمان لائے!“

❖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ۔ ”اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو مَیں آدم کو بھی پیدا نہ فرماتا (آدم علیہ السلام نہ ہوتے تو کوئی انسان بھی نہ ہوتا) اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو مَیں جنّت ودوزخ کو بھی پیدا نہ فرماتا۔“

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4227[1])

اگرچہ یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے، مگر یہ عقل سے معلوم ہونے والی بات نہیں ہے، اِس کا مطلب ہے کہ اُنھوں نے سرورِ عالَم ﷺ سے سُن کر ہی فرمایا ہے۔ چنانچہ اُصولِ حدیث کے مطابق یہ حکمًا حدیثِ نبوی ہی ہے۔[2]

---

[1] امام محمد حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک علی الصحیحین میں اور امام تقی الدین علی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام ﷺ میں اس کی تصحیح کی ہے۔ نیز شفاء السقام کے محقّق نے بھی اس کی تائید میں مفصّل کلام کیا ہے۔ (شفاء السقام، ص:359 تا 362، دار الکتب العلمیہ)

علامہ یوسف صالحی شامی علیہ الرحمہ نے سبل الھدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ میں عنوان قائم کیا: الباب الثانی: فی خلق آدم وجمیع المخلوقات لأجلہ ﷺ (بابِ ثانی اس بارے میں کہ جنابِ آدم علیہ السلام اور تمام مخلوق آپ ﷺ کے طفیل پیدا کی گئی ہے)، اس باب میں اُنھوں نے حدیثِ مذکور کو ذکر کرنے کے بعد اس کے متعدد شواہد نقل کیے ہیں۔ (سبل الہدٰی والرشاد، ج:1، ص:74، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ عجلونی علیہ الرحمہ نے کشف الخفاء میں فیصلہ کُن بات کہی: وَأَقُوْلُ: لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ وَإِنْ لَّمْ یَکُنْ حَدِیْثًا۔ یعنی الفاظ اصطلاحِ اُصولِ حدیث کے مطابق صحیح نہ بھی ہوں تو معنًی صحیح ہے۔ (کشف الخفاء ومزیل الالباس، ج:2، ص:192، المکتبۃ العصریۃ)

[2] امام محمد زُرقانی علیہ الرحمہ نے لکھا: وَمِثْلُہٗ لَا یُقَالُ رَأْیًا فَحُکْمُہُ الرَّفْعُ۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج:1، ص:86، دار الکتب العلمیۃ)

ایسے لوگ تو ہوتے ہی ہیں جو حیلے بہانے کر کے فضائل و مَناقِب والی روایات کو قبول نہیں کرتے، مگر اکابر علماء و اولیا علیہم الرحمہ ہر دَور میں رسول اللہ ﷺ کو "صاحبِ لَوْلَاک" لکھتے چلے آئے ہیں اور یہی عقیدہ سکھاتے رہے ہیں کہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے طُفَیل پیدا ہوا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ (م:691ھ / 1292ء) نے فارسی میں خوب صورت نعت لکھی، اُس میں عرض کیا:

تُرا عِزِّ لَوْلَاکَ تَمْکِیْن بَس است ثَنَائے تُو طٰہٰ و یٰسٓ بَس است

(یارسول اللہ، صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! آپ کے اِعزاز کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کے سر پر لولاک کا تاج سجایا ہے اور آپ کی تعریف کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآنِ حکیم نے آپ کی مدح میں طٰہٰ اور یٰسٓ ارشاد فرمایا ہے)

سببِ بَقا: سورج کے سامنے آئینہ رکھا جائے تو وہ روشن و تابناک ہو جاتا ہے، پھر اُس آئینے کے سامنے جتنی اشیا آتی جائیں وہ سب اُس کی ضیاباری سے منوّر ہو جاتی ہیں، اگر اُن اَشیا میں دوسری چیز تک روشنی مُنعکِس کرنے کی صلاحیت ہو تو مزید چیزوں کو بھی روشن کر دیتی ہیں۔ اب اگر پہلے آئینے کو درمیان سے ہٹا دیا جائے یا اُس سے روشن ہونے والی چیزوں کے سامنے کوئی حجاب کر دیا جائے تو وہ تمام کی تمام بے نور ہو جائیں گی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سورج سے روشن ہونے والا آئینہ سورج کی نور اَفشانی کا محتاج ہے، جب کہ اُس سے روشنی پانے والی تمام چیزیں سورج کے ساتھ ساتھ اُس آئینے کی بھی محتاج ہیں۔

بلا تشبیہ و تمثیل خالقِ کائنات کے انوار و تجلیات سے بلا واسطہ فیض پانے والی ہستی امام الانبیا ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ آپ کو ربِّ کریم نے سِراجِ مُنیر (چمکا دینے والا آفتاب) بنایا ہے، جب کہ باقی ہر چیز آپ ﷺ کے نور سے فیضان پا کر موجود و روشن ہوئی ہے۔ رسولِ کریم ﷺ ہر لمحہ اور ہر اعتبار سے اپنے ربِّ کریم کے محتاج ہیں، جب کہ باقی سارے جہان کو اُس کے وُجود اور بقا میں ربّ العزّت نے حضورِ اقدس ﷺ کے فیض کا محتاج بنایا ہے۔

ایک لمحے کے لیے بھی سورج سے چمکنے والا آئینہ باقی چیزوں کے سامنے نہ رہے تو اُس سے روشن ہونے والی تمام اشیا بے نور ہو جائیں گی، بلا تشبیہ اگر رسولِ کریم ﷺ کا فیضان شاملِ حال نہ رہے تو اِس جہان میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ ہر چیز کا وُجود بھی آپ ﷺ کے طُفَیل ہے اور ہر چیز کی بَقا بھی آپ کے صدقے سے ہے۔[1]

(دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج:30، ص:674 تا 677، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

اعلیٰ حضرت محدّثِ بریلی علیہ الرحمہ نے اِس حقیقت کو نہایت خوب صورت انداز میں بیان فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

---

[1] اِس سے حدیثِ نور کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے: صِلَاتُ الصَّفَا فِیْ نُوْرِ الْمُصْطَفٰی ﷺ مشمولہ در فتاوٰی رضویہ، ج:30، ص:657 تا 694

رحمتِ عالم ہونا

رسول اللہ ﷺ کی جہاں یہ جلیل القدر عِنایت ہے کہ ساری کائنات کو آپ کے طفیل پیدا کیا گیا، وہاں یہ عظیم الشان اِحسان بھی ہے کہ تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں نصیب ہوتی ہیں وہ سب کی سب آپ ﷺ کے ذریعہ و وسیلے سے ہیں۔ فقط مسلمان ہی نہیں، صِرف انسان ہی نہیں، محض دُنیا ہی نہیں، بلکہ آپ ﷺ ہر جہان میں ساری مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت ہیں۔

خالقِ کائنات جَلَّ شَانُہٗ کا ارشادِ گرامی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ "اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔" [الانبیاء 107:21]

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے علاوہ ہر چیز "عالَم" (جہان) میں شامل ہے اور قرآنِ مجید کے واضح الفاظِ کریمہ کے مطابق سرورِ عالَم ﷺ تمام جہان کے لیے رحمت ہیں۔ اِس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم حاصل کرتے ہیں اور باقی ہر شے آپ ﷺ کی وِساطت و ذریعے سے فیض یاب ہوتی ہے۔ اَزَل سے اَبد تک... زمین و آسمان میں... دُنیا و آخرت میں... کسی بھی مخلوق کو جو رُوحانی یا جسمانی... چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی... وہ سب رحمتِ عالَم ﷺ کے ذریعے سے تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:30، ص:141، نیز زیرِ نظر آیتِ کریمہ کی تفاسیر ملاحظہ کیجیے!)

خاتم النبیین ﷺ قاسمِ رحمت، جانِ رحمت، سراپا رحمت اور پیکرِ رحمت ہیں۔ مشہورِ زمانہ سلامِ رَضا کا پہلا شعر مع تضمین ہے:

آفتابِ رِسالت پہ لاکھوں سلام
ماہتابِ نُبوّت پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تمام مراحل میں رحمتِ عالَم: انسانی زندگی کے چار مراحل ہیں: 1) عالَمِ ارواح (پیدائش سے پہلے رُوحوں کا جہان)۔ 2) عالَمِ دنیا۔ 3) عالَمِ برزخ (وفات سے قیامت قائم ہونے تک کا جہان)۔ 4) عالَمِ آخرت۔

جانِ رحمت ﷺ کی حیاتِ پاک میں بھی آپ کی شان کے مطابق یہ چاروں مراحل ہیں اور آپ ﷺ اِن چاروں مراحل میں تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ عالَمِ ارواح میں بھی رحمتِ عالَم تھے... عالَمِ دنیا میں بھی رحمتِ عالَم بن کر تشریف لائے... اب عالَمِ برزخ میں بھی نہایت اعلیٰ شان کے ساتھ رحمتِ عالَم بن کر زندگی گزار رہے ہیں اور روزِ قیامت تو ہے ہی اُن کی شانِ رحمت کے اِظہار کے لیے۔

فقط اِتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا — کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مظاہرِ رحمت: مُحسنِ اعظم ﷺ کی رحمت کے جلووں پر غور کرنے سے حقیقتِ حال مزید واضح ہو جاتی ہے:

- عالَمِ اَرواح میں آپ ﷺ کے رحمتِ عالَم ہونے کا اِس سے بڑا مظہر کیا ہو گا کہ جہان کی پیدائش ہی آپ ﷺ کے طفیل ہوئی ہے۔
- ابو البشر سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کی توبہ جانِ رحمت ﷺ کے وسیلے سے قبول ہوئی۔[1] اِسی طرح یہود و نصارٰی آپ ﷺ کا واسطہ پیش کر کے دُشمنوں کے خلاف فتح کی دُعائیں مانگا کرتے تھے۔[2] اِس سے بھی عالَمِ ارواح میں آپ ﷺ کے رحمتِ عالَم ہونے کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔
- سرورِ عالَم ﷺ کا پوری انسانیّت پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ آپ کی برکت سے زمین میں دھنسائے جانے کا عذاب، شکلیں بگاڑ دیے جانے کا عذاب اور مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیے جانے کا عذاب اٹھا لیا گیا۔[3] اِس شانِ رحمت سے کافر بھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔
- سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو آپ کا قد مُبارَک تقریباً 90 فٹ تھا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اولادِ آدم کے قد میں مسلسل کمی ہوتی رہی ہے اور حضورِ اقدس ﷺ کے میلادِ پاک کی برکت سے انسانی قد میں کمی کا سلسلہ رُک گیا۔ یہ بھی تمام انسانیّت پر آپ ﷺ کے احساناتِ عظیمہ میں سے ہے، ورنہ سوچیے کہ آج ہمارا قد کتنا ہوتا![4]
- رحمتِ عالَم ﷺ کی بے پایاں رحمت کا ایک مَظہَر یہ بھی ہے کہ آپ نے کمزوروں، لاچاروں اور بے کَسوں کے حقوق تعلیم فرمائے، خواتین کو اُن کے حقوق سے نوازا، حتّٰی کہ جانوروں کے ساتھ بھی حُسنِ سُلوک کی تربیت عطا فرمائی۔
- بالخصوص مسلمانوں پر تو رحمتِ عالَم ﷺ کی عِنایات اتنی ہیں کہ اُن کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔
- اِس وقت حضورِ اقدس ﷺ کی رحمتوں کے مظاہر کیسے کیسے عظیم الشان ہیں اور روزِ قیامت آپ ﷺ کی رحمت کے کیا کیا جلوے دکھائے جائیں گے! اِس پر اِن شاء اللہ تعالٰی بعد کے خطبات میں کچھ معروضات پیش کی جائیں گی۔

یاد رہے کہ شرعی حُدود کا نِفاذ اور اربابِ اختیار کا دُشمنانِ اسلام اور گستاخانِ رسول ﷺ کو سزا دینا بھی اِظہارِ رحمت ہے؛ کیونکہ اگر اُنھیں سزا نہ دی جائے تو دیگر مخلوق بھی اُن کی نُحوست سے متأثّر ہو گی۔ جیسے مریض کا آپریشن اور اُس کا متأثّرہ حصّہ جسم سے جدا کرنا اُس پر مہربانی ہے، یوں ہی تباہی کا ذریعہ بننے والے افراد کو سزا دینا بھی رحمت کا ہی اِظہار ہے۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4228۔ قَالَ الرِّضَا: وَالَّذِیْ تَحَرَّرَ عِنْدِیْ أَنَّہٗ لَا یَنْزِلُ عَنْ دَرَجَۃِ الْحَسَنِ (أی لغیرہٖ)، وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَعْلَمُ۔ (العطایا النبویّۃ فی الفتاوی الرضویّۃ، ج:30، ص:186)

[2] دیکھیے: البقرۃ 2:89 مع تفاسیر

[3] دیکھیے: الانفال 8:33

[4] عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ وَطُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ... فَکُلُّ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَلٰی صُوْرَۃِ آدَمَ، فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ حَتّٰی الْآنَ۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3326)
قَالَ الشَّیْخُ الْقَارِیْ: اَلظَّاھِرُ أَنَّ النُّقْصَانَ انْتَھٰی إِلٰی ذٰلِکَ الزَّمَانِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 4628)

عطائے ہدایت

انسانیّت پر رسولِ کائنات ﷺ کے عظیم احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے راہِ حق کو واضح کیا اور بندوں کو ہدایت عطا فرمائی۔ عطائے ہدایت ایسا احسانِ عظیم ہے جس کا شکریہ تمام اولادِ آدم مل کر بھی کبھی ادا نہیں کر سکتی۔

ارشادِ ربّانی: خالقِ کریم نے رسولِ رحمت ﷺ کا احسان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ "اور بے شک آپ ضرور سیدھے راستے (دینِ اسلام) کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔" [الشوریٰ 52:42]

آیتِ کریمہ سے رسول اللہ ﷺ کی عنایتِ عظیمہ بھی واضح ہوتی ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ بندہ محض اپنی عقل سے یا ساری دُنیا کے داناؤں کی راہ نمائی سے کوئی راستہ اختیار کرلے تو بھی ہدایت حاصل نہیں کر سکتا، ہدایت صرف اور صرف جانِ ایمان ﷺ کے قدموں سے وابستہ ہونے اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

تورات میں ذکر: سیدتنا اُمِّ دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تورات کے ماہر عالِم سیدنا کعب الاحبار رحمہ اللہ سے پوچھا: تورات میں رسول اللہ ﷺ کے کیا اوصاف ذکر کیے گئے ہیں؟ اُنھوں نے بیان کیا کہ تورات میں یہ اوصاف (بھی) مذکور ہیں:

- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، اِسْمُهُ الْمُتَوَكِّلُ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ۔ یعنی محمد اللہ کے پیارے رسول ہیں، اُن کا نام مُتَوَکِّل (اللہ پر بھروسا کرنے والا) ہے، نہ وہ بد اخلاق ہیں نہ سخت زبان و تُرش مزاج، نہ ہی بازاروں میں چلّانے والے ہیں۔
- أُعْطِيَ الْمَفَاتِيْحَ؛ لِيُبَصِّرَ اللهُ تَعَالٰى بِهٖ أَعْيُنًا عُوْرًا وَّيُسْمِعَ بِهٖ آذَانًا وُّقْرًا وَّيُقِيْمَ بِهٖ أَلْسُنًا مُّعْوَجَّةً۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنھیں (خزانوں کی) چابیاں عطا فرمائی ہیں؛ تاکہ اُن کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینا کردے اور اُن کے ذریعے بہرے کانوں کو سُننے والا کردے اور اُن کے ذریعے ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے۔
- حَتّٰى يُشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ یعنی یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔
- يُعِيْنُ الْمَظْلُوْمَ وَيَمْنَعُهٗ۔ یعنی وہ مظلوموں کے مددگار ہوں گے اور اُنھیں کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:1، ص:377، دار الکتب العلمیۃ، ورواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق، وروی الإمام البخاریّ فی صحیحہ أوّل الحدیث عن سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، برقم:2125[1])

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: وَاللهِ إِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ: {يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا} [الأحزاب:45]، وَحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ، أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ (البخاری، رقم:2125)

فَلاحِ انسانیت کی فکر

سرکارِ دو جہاں ﷺ کی بے پایاں عِنایات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لیے بے حد فکر مند رہتے اور ہر طرح سے کوشش فرماتے کہ لوگ ایمان قبول کر کے کامیابی حاصل کریں۔

فَلاحِ انسانیّت کے لیے جانِ رحمت ﷺ کی فکر مندی کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ جو بد نصیب حضورِ اقدس ﷺ کو نعوذ باللہ کاہِن، ساحر، شاعر، مجنون کہتے، پھبتیاں کَستے، گالیاں دیتے، پتھر پھینکتے، راستے میں کانٹے بچھاتے، دھکے دیتے، طرح طرح سے اذیت دیتے اور کمزور مسلمانوں پر بھی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے، نبیِ کریم ﷺ اُن کے کفر و گمراہی پر بھی اتنا پریشان تھے کہ باری تعالیٰ نے فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ ”اے حبیب! کہیں اُن کے ایمان نہ لانے کے غم میں اپنی جان نہ کھو دینا!“ [الشعراء 3:26]

ربِّ کریم نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کو متعدد آیاتِ مقدّسہ میں اِسی طرح تسلی عطا فرمائی۔ انسانیّت پر اِس سے بڑا احسان کیا ہو سکتا ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ اپنے دشمنوں کی ہدایت کے لیے بھی حد درجہ کوشش فرماتے تھے۔

مثال سے وضاحت: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا:

- إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا ۔۔۔ یعنی ”میری اور لوگوں کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جس نے (فائدے کے لیے) آگ روشن کی۔“
- فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا ۔۔ یعنی ”جب آگ نے اِرد گرد کو چمکا دیا تو پروانے اور کیڑے مکوڑے اُس میں گرنے لگے۔“
- فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا ۔۔۔ یعنی ”وہ شخص کیڑے مکوڑوں کو (ہلاکت سے بچانے کے لیے) روکنے لگا، مگر وہ اُس پر غالِب آ کر آگ میں گرے جاتے ہیں۔“
- فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا ۔ یعنی ”اِسی طرح مَیں تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ کر آگ ــــ (میں گرنے) سے بچا رہا ہوں اور لوگ اُس میں گرے جا رہے ہیں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6483)

بندے اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان کرتے ہیں اور حضورِ اقدس ﷺ کرم فرماتے ہوئے اُنھیں ہلاکت سے بچاتے ہیں۔

سچی بات سکھاتے یہ ہیں	سیدھی راہ دِکھاتے یہ ہیں
اپنی بنی ہم آپ بِگاڑیں	کون بنائے بناتے یہ ہیں
بندے کرتے ہیں کام غضب کے	مُژدہ رِضا کا سناتے یہ ہیں
شافِع نافِع رافِع دافِع	کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

حرفِ آخر: ذکرِ احسانات... ذریعۂ برکات

سرکارِ دوعالَم ﷺ سے والہانہ عقیدت و مَحبَّت ایمان کی جان ہے، اِس کے بغیر نہ تو ایمان کامل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایمان کی مٹھاس نصیب ہو سکتی ہے۔ اِس عظیم دَولت کے بارے میں شاعر نے خوب کہا:

دِہَدْ حَقْ عِشقِ اَحْمَد بَنْد گانِ چِیْدَۂ خُود را
بخاصاں شاہ می بَخْشَدْ مَئے نُوشِیْدَۂ خُود را

(نبیِ کریم ﷺ کا عشق اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے، (بلا تشبیہ) بادشاہ اپنا جوٹھا صرف خاصوں کو ہی دیتا ہے)

لفظِ ربیع کا معنٰی بہار ہے اور ماہِ ربیع الاوّل بلا مُبالَغہ مَحبَّتِ رسول میں اِضافے کے لیے موسمِ بہار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس مہینے میں رُوحانی عطائیں جوبَن پر ہوتی ہیں اور یہ خود کو سنوارنے کا سنہری موقع فراہم کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سچے عشقِ رسول کی سعادتِ عُظمٰی حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں؛ کیونکہ اگر یہ دَولت مل جائے تو اخلاق بھی سنور جاتے ہیں اور اعمال بھی سُدھر جاتے ہیں، بلاشبہ حُبِّ رسول دونوں جہان کی بھلائیوں کے لیے چابی کی حیثیت رکھتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اُلفت میں ترقّی کا ایک اَہَمّ ذریعہ یہ بھی ہے کہ بندہ آپ ﷺ کے عظیم احسانات اور بے پایاں عِنایات پر غور کرے؛ کیونکہ انسان جسے اپنا مُحسن سمجھے اُس سے پیار کرنے لگتا ہے۔ جب اِس حقیقت کا اِدراک ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ فقط ہمارے ہی نہیں، بلکہ تمام مخلوق کے مُحسنِ اعظم ہیں، سارا جہان آپ کا ممنونِ کرم ہے، زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ آپ کا اِحسان مند ہے اور آخرت میں بھی تمام اہلِ محشر آپ ہی کی نگاہِ کرم کے منتظر ہوں گے... تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ ﷺ کی مَحبَّت و اُلفت کا جذبہ بڑھے گا اور ایمان کو ترقّی نصیب ہو گی۔

اِسی مقصِد کے پیشِ نظر آج کے خطبہ میں ”انسانیت پر جانِ رحمت ﷺ کی بے پایاں عِنایات“ کے عنوان سے کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ چند اَہَمّ نکات یہ ہیں:

1) تمام مخلوق پر سرکارِ دوعالَم ﷺ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ مخلوق کو وُجود بھی آپ ﷺ کے صدقے میں عطا ہوا اور تمام جہان کی بَقا بھی آپ کی رحمت و برکت سے ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو جہان کو پیدا ہی نہ کیا جاتا اور آپ کا کرم شاملِ حال نہ رہے تو اِس جہان میں کچھ بھی باقی نہ رہے۔

شاعرِ مشرق اقبال علیہ الرحمہ نے اِس حقیقت کا بہت خوب صورت انداز میں اِظہار کیا:

ہو نہ یہ پھول تو بُلبُل کا ترنُّم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مَے بھی نہ ہو خُم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ اَفلاک کا اِستادہ اِسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اِسی نام سے ہے

2) ربِّ کریم نے صاحبِ لَولاک ﷺ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر واضح فرمادیا کہ آپ تمام مخلوق کے محسنِ اعظم ہیں۔ اَزَل سے اَبد تک... زمین و آسمان میں... دُنیا و آخرت میں... کسی بھی مخلوق کو... جو رُوحانی یا جسمانی... چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی... وہ سب رحمتِ عالَم ﷺ کے ذریعے سے تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

3) جانِ رحمت ﷺ نے ہدایت اور ایمان عطا فرما کر انسانیّت پر جو احسانِ عظیم کیا ہے تمام انسان جمع ہو کر بھی اِس کا شکریہ ادا کریں تو اُس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

4) سرورِ عالَم ﷺ کا انسانیّت کی کامیابی کے لیے حد درجہ کوشش فرمانا اور لوگوں کے کفر و نافرمانی میں مبتلا ہونے پر رنجیدہ و پریشان ہونا بھی ایسا عظیم احسان ہے کہ اس پر غور کیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ باوُجودیکہ لوگوں کے کفر سے آپ کو کوئی نقصان نہیں تھا، بلکہ اِس کا وبال خود اُنہی پر تھا، اِسی طرح اُن کے ایمان قبول کرنے میں اُنہی کا فائدہ تھا، مگر آپ ﷺ کی رحمت و شفقت کا عالَم یہ کہ آپ مخلوق کی نَجات کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے۔ ایسی بے لَوث خیر خواہی تو شاید والدَین بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ خطبات میں آپ ﷺ کے مزید احسانات کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

شرعی مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عُظمیٰ پر اُس کا شکر ادا کرنے اور مَحبَّتِ رسولِ کریم ﷺ میں اِضافے کے لیے خوش عقیدہ حضرات ربیع الاوّل میں محافلِ میلاد، جلوسِ پاک، سجاوٹ اور دیگر کارہائے خیر کا اہتمام کرتے ہیں۔

شرعی تقاضا ہے کہ اِن میں چند اُمور پر توجہ دی جائے:

- محافل کا انعقاد محض اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصل کرنے کے لیے ہو، شہرت کی خواہش نہ ہو۔
- اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ذکرِ پاک کا احترام پیشِ نظر رکھا جائے۔
- فقط بزرگوں کا لکھا ہوا کلام پڑھا جائے اور نعت خوانی کا انداز ایسا ہو جو محبتِ رسول ﷺ میں اِضافے کا ذریعہ بنے۔
- نبیِ کریم ﷺ کے فضائل اور سیرتِ طیّبہ بیان کرنے کے لیے علما کو دعوت دی جائے اور پیشہ وَر لوگوں سے گریز کیا جائے۔
- شرکائے محفل کو دین پر عمل کا جذبہ دیا جائے، ایسا نہ ہو کہ نعروں کا زور عمل سے غافل کر دے۔
- ہر طرح کی غیر شرعی حرکات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے میں ہمیں آپ کی مَحبَّت سے بہرہ مند فرمائے اور آپ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کر کے دین و دُنیا کی کامیابی حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

خالقِ کائنات تمام اُمتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے، خصوصًا اہلِ پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور تمام حوادِث کے نقصانات سے محفوظ رکھے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!